اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی اس دُعا کے جواب میں محمد ﷺ کو پیغمبر مبعوث فرمایا۔

طبقات ابن سعد میں عبدالوہاب بن عطا العجلی سے الضحاک کے حوالہ سے روایت نقل کی گئی ہے کہ غور سے سنو! اللہ کے پیغمبر نے فرمایا : "میں دُعا (کا جواب) ہوں اپنے جد ابراہیم علیہ السلام کی' جس نے دُعا کی جب وہ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے کہ اے ہمارے رب! ان میں ایک رسول مبعوث فرما۔" تب آپؐ نے قرآن مجید کی سورۂ بقرہ کی آیت ۱۲۹ تلاوت فرمائی۔ (رواہ ابن سعد : کتاب الطبقات الکبیر)

آپؐ کی اس انفرادیت کی تصدیق موسیٰ علیہ السلام نے اس پیشین گوئی کے ذریعے کی :

"خداوند' تیرا خدا' تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے یعنی تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا' تم اس کی سننا (یعنی حکم بجالانا)۔"

"یہ تیری اس درخواست کے مطابق ہو گا جو تو نے خداوند' اپنے خدا' سے مجمع کے دن حورب میں کی تھی کہ مجھ کو نہ تو خداوند' اپنے خدا' کی آواز پھر سننی پڑے اور نہ ایسی بڑی آگ ہی کا نظارہ ہو تاکہ میں مر نہ جاؤں۔ اور خداوند نے مجھ سے کہا وہ جو کچھ کہتے ہیں سو ٹھیک کہتے ہیں۔ میں ان کیلئے ان ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا۔ اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا۔ اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا وہی وہ ان سے کہے گا۔ اور جو کوئی میری ان باتوں کو جن کو وہ میرا نام لے کر کہے گا' نہ سنے تو میں خود ان سے اس کا حساب لوں گا۔" (استثنا ۱۸: ۱۵۔۱۹)

قرآن حکیم میں فرمایا :

﴿ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ﴾ (الاحقاف ۴۶ : ۱۰)

"کہہ دیجئے! بھلا غور تو کرو' اگر یہ (رسول اور کتاب) اللہ ہی کی طرف سے آیا ہوا اور تم نے اس کو نہ مانا (تو تمہارا کیا انجام ہو گا؟) حالانکہ بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ اس جیسے کلام پر گواہی دے چکا ہے اور پھر وہ (گواہ) ایمان بھی لے آیا اور تم نے غرور کیا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والی قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔"

اور بالآخر عیسیٰ علیہ السلام نے بھی محمد ﷺ کی آمد کی پیش گوئی کی :

﴿ وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَىَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا ۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ؕ ... ﴾ (الصف ۶۱ : ۶)

"اور جب کہا عیسیٰ ابن مریم نے : اے بنی اسرائیل! میں تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا رسول ہوں' میں تصدیق کرنے والا ہوں اس کی جو مجھ سے پہلے ہے تورات میں اور خوش خبری سنانے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا' جس کا نام احمد (ﷺ) ہو گا"۔

"اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے۔" (انجیل یوحنا ۱۴ : ۱۶)

"لیکن جب وہ مددگار آئے گا جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا' یعنی روح حق جو باپ سے صادر ہوتا ہے' تو وہ میری گواہی دے گا۔"

(انجیل یوحنا ۱۵ : ۲۶)

"لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے۔ کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا۔ لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔" (انجیل یوحنا ۱۶ : ۷)

"لیکن جب وہ یعنی روح حق آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا۔ اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا۔ جو کچھ سنے گا وہی کہے گا۔ اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔" (انجیل یوحنا ۱۶ : ۱۳)[1]

حقیقت میں قرآن مجید یہود اور نصاریٰ کو مخاطب کرتا ہے کہ محمد ﷺ بالعموم تمام بنی نوع انسان کی طرف جبکہ بالخصوص یہود و نصاریٰ کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ اور ان کے فرائض میں سے ایک یہ ہے کہ وہ مذہب کے اس حصہ کی تجدید کریں جس میں انہوں نے تحریف کر دی ہے یا اسے حذف کر دیا ہے۔

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ؕ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ ﴾

(المائدہ ۵ : ۱۶'۱۵)

"اے اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ)! تحقیق آیا ہے تمہارے پاس ہمارا رسول' جو تم پر بہت سی چیزیں ظاہر کرتا ہے جن کو تم کتاب میں سے چھپاتے تھے اور بہت سی چیزوں سے درگذر کرتا ہے (یعنی جن کی اب ضرورت نہیں) بے شک تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے روشنی اور ایک ایسی حق نما کتاب آگئی ہے جس سے اللہ تعالیٰ ان سب کو جو اس کی رضا کے طالب ہیں' ہدایت عطا فرماتا ہے سلامتی کی راہوں پر' اور ان کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے اپنے حکم سے' اور ان کو ہدایت فرماتا ہے سیدھی راہ کی طرف۔"

قرآن مجید یہود و نصاریٰ کو ان بعض امور کی طرف متوجہ کرتا ہے جن کی اصلاح کے لئے محمد ﷺ مبعوث فرمائے گئے (کہ یہود و نصاریٰ ابراہیم علیہ السلام کے صحیح دین کی طرف رجوع کرلیں)۔

﴿ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيعًا ۭ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ ﴾ (المائدة۵ : ۱۷)

"بے شک کافر ہوئے جنہوں نے کہا کہ اللہ تو وہی مسیح ہے مریم کا بیٹا۔ کہہ دیجئے پھر کس کا بس چلتا ہے اللہ تعالیٰ کے آگے اگر وہ چاہے کہ ہلاک کرے مسیح ابن مریم کو اور اس کی ماں کو اور جتنے لوگ ہیں زمین میں ان سب کے سب کو۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے۔ وہ پیدا کرتا ہے جو چاہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔"

قرآن مجید یہود و نصاریٰ کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص تعلق کے دعویٰ کی تردید کرتا ہے کہ وہ اس کے چہیتے اور پسندیدہ لوگ ہیں:

﴿ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰۗؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّاۗؤُهٗ ۭ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۡ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ○ ﴾ (المائدة۵ : ۱۸)

"یہود و نصاریٰ (دونوں) کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔ کہہ

دیجئے: (اگر ایسا ہی ہے) تو پھر وہ تمہارے گناہوں پر تم کو عذاب کیوں کرتا ہے؟ (ایسا نہیں ہے) بلکہ تم بھی (محض) آدمی ہو اس کی مخلوق میں۔ وہ جس کو چاہے بخشے جس کو چاہے عذاب کرے۔ اور اللہ ہی کے لئے ہے سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان میں ہے۔ اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔"

پیغمبر محمد ﷺ کو یہود و نصاریٰ کے شبہ کو دُور کرنے کے لئے مبعوث فرمایا گیا:

﴿ يَاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَ نَا مِنْ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ فَقَدْ جَآءَ كُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ○ ﴾ (المائدة ۵ : ۱۹)

"اے اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) ہمارا رسول (محمد ﷺ) تمہارے پاس آیا ہے' جو کھول کر بیان کرتا ہے تم پر۔ (وہ آیا ہے) رسولوں کے انقطاع کے بعد۔ مبادا تم کہنے لگو کہ ہمارے پاس کوئی خوشی یا ڈر سنانے والا نہیں آیا۔ سو اب آ گیا ہے تمہارے پاس خوشی اور ڈر سنانے والا۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔"

وہ (محمد ﷺ) ابراہیم علیہ السلام کی نسل کے پہلے اور منفرد پیغمبر ہیں جن کو تمام انسانیت کے لئے پیغمبر بنایا گیا ہے:

﴿ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ ﴾ (سبا ۳۴ : ۲۸)

"اور نہیں بھیجا ہم نے آپؐ کو (اے محمد ﷺ) مگر سارے لوگوں کے واسطے (تمام بنی نوع انسان کے لئے) خوشی اور ڈر سنانے والا' لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔"

یقیناً وہ خاتم النبیین ہیں' تمام پیغمبروں پر مہر۔

﴿ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ○ ﴾ (الاحزاب ۳۳ : ۴۰)

"محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں' لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین (مہر سب نبیوں پر)۔ اور اللہ سب چیزوں کا جاننے والا ہے۔"

رسالت کا ادارہ آپ ﷺ کی آمد پر مکمل' پختہ اور سربمہر کر دیا گیا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے اب کوئی اور پیغمبر نہیں آئے گا اور محمد ﷺ سے کوئی نسل نہیں چلی۔ ان کے تمام بیٹے (بچپن میں) فوت ہو گئے' صرف بیٹیاں زندہ رہیں۔ زید رضی اللہ عنہ' جس کو انہوں نے

متبنیٰ بنایا' ان کا بیٹا نہیں تھا۔ اگر لوگوں کا یہ تصور کہ زید رضی اللہ عنہ ان کا بیٹا ہے' قائم رہنے دیا جاتا تو شیطان زید رضی اللہ عنہ کی نسل میں سے پیغمبری کا دعویٰ کرنے والے کھڑے کر دیتا۔ کچھ زید رضی اللہ عنہ ہی کو پیغمبر تسلیم کر لیتے' کیونکہ وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا تصور کیا جاتا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم زید رضی اللہ عنہ کے طلاق دینے کے بعد زینب رضی اللہ عنہا سے شادی کریں۔ چنانچہ اس شادی نے ہمیشہ کے لئے اس تصور کو کہ زید رضی اللہ عنہ پیغمبر کا بیٹا تھا' ختم کر دیا۔ اور اس سے متبنیٰ کی رسم کی بھی ممانعت ہو گئی :

﴿ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ۭ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَاۗىِٕهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا○ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ۭ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَۨا○ الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا○ ﴾ (الاحزاب ۳۳ : ۳۷-۳۹)

"اور جب آپؐ کہنے لگے اُس شخص (زید رضی اللہ عنہ) کو جس پر اللہ نے احسان کیا اور آپؐ نے احسان کیا کہ رہنے دے اپنے پاس اپنی بیوی کو اور ڈر اللہ تعالیٰ سے' اور آپؐ چھپاتے تھے اپنے دل میں ایک چیز جس کو اللہ کھولنا (ظاہر کرنا) چاہتا تھا۔ اور آپؐ لوگوں سے ڈر رہے تھے حالانکہ اللہ اس کا زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو۔ پھر جب زیدؓ تمام کر چکا اس عورت سے اپنی غرض تو ہم نے اس کو آپؐ کے نکاح میں دے دیا تاکہ مسلمانوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے معاملہ میں کوئی تنگی نہ رہے جبکہ وہ تمام کر چکیں ان سے اپنی غرض۔ اور اللہ کا حکم بجا لانا (فرض) ہے۔ نبی پر کچھ مضائقہ نہیں اس بات میں جو فرض کر دی اللہ نے اس کے لئے۔ یہ سنت رہی ہے اللہ کی ان لوگوں میں جو پہلے گزرے' اور اللہ کا حکم مقرر ٹھہر چکا۔ (یہ اللہ کی سُنّت ہے ان لوگوں کے لئے) جو اللہ تعالیٰ کے پیغامات پہنچاتے ہیں اور اس سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی اور سے نہیں ڈرتے۔ اور بس کافی ہے اللہ تعالیٰ محاسبہ کرنے والا۔"

اب محمد ﷺ کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی (پیغمبر) مبعوث نہیں ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کا عہد محمد ﷺ پر پورا ہو گیا۔ ابراہیم علیہ السلام کی نسل بطور چنے ہوئے لوگ محمد ﷺ کے بعد ختم ہو گئی :

﴿ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ ﴾ (الاحزاب ۳۳ : ۴۰)

"محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں' لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سب چیزوں کا جاننے والا ہے۔"

محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے دین پر چلنے کی تاکید فرمائی :

﴿ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ ﴾ (النحل ۱۶ : ۱۲۳)

"پھر حکم بھیجا ہم نے آپؐ کی طرف کہ پیروی کیجئے ابراہیم کے دین کی جو حنیف (یک سو) تھا' اور وہ شرک کرنے والوں میں نہ تھا۔"

یقیناً محمد ﷺ اور وہ لوگ جو وفاداری سے ان کی پیروی کرنے والے ہیں (یعنی صحیح مسلمان ہیں)' سب سے زیادہ ابراہیم علیہ السلام کے قریب ہیں۔ یعنی صرف یہ لوگ یہود و نصاریٰ کی نسبت ابراہیم علیہ السلام کے دین کے صحیح پیرو کار ہیں :

﴿ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ﴾ (آل عمران ۳ : ۶۸)

"بے شک لوگوں میں ابراہیمؑ سے زیادہ مناسبت ان کو تھی جنہوں نے ان کی اتباع کی۔ اور اس نبیؐ کو اور جو ایمان لائے (اس نبی پر) اور اللہ تعالیٰ والی ہے مسلمانوں کا۔"

درحقیقت ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے نہ عیسائی' بلکہ وہ مسلمان تھے (جیسے محمد ﷺ اور ان کے پیرو کار)۔"

﴿ اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ ﴾

(البقرۃ ۲ : ۱۴۰)

"یا پھر تم یہ کہتے ہو کہ ابراہیمؑ' اسمٰعیلؑ' اسحاقؑ' یعقوبؑ اور اس کی اولاد یہودی تھے یا نصرانی؟ کہہ دیجئے تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ تعالیٰ؟"

﴿ مَا كَانَ اِبْرَاهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ ﴾ (آل عمران ۳ : ٦٧)

"نہ تھا ابراہیمؑ یہودی اور نہ تھا نصرانی' لیکن تھا وہ حنیف مسلمان..."

درحقیقت یہ مسلمان ہیں جو محمد ﷺ کے باوفا پیروکار ہیں۔ اور یہ چُنے ہوئے لوگ ہیں' کیونکہ یہ ابراہیم علیہ السلام کے دین کے متبرک مشن کا آخری اور صحیح نمونہ ہیں :

﴿ وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا ... ﴾ (الحج ۲۲ : ۷۸)

"اور جدّوجہد کرو اللہ تعالیٰ کے لئے جیسی کہ چاہئے اس کے لئے محنت۔ اس نے تم کو چن لیا ہے اور تم پر دین میں کچھ مشکل نہیں رکھی۔ یہ دین تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کا ہے۔ اسی نے تمہارا نام مسلمان رکھا' پہلے بھی (تورات' انجیل میں) اور اس (قرآن مجید) میں بھی....."

محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے اتنے مقرب ہیں اور وہ ابراہیم علیہ السلام کے دین پر اتنے مستند اور اس پر اتنی ثابت قدمی سے قائم ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جو آپؐ کا انکار یا نافرمانی کریں گے نہایت ہی ہلاکت خیز انجام سے خبردار کیا ہے۔ اس کا منطقی نتیجہ یہ حقیقت ہے کہ محمد ﷺ کی فرماں برداری اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری ہے :

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ ﴾ (الفتح ۴۸ : ۱۰)

"تحقیق جو لوگ بیعت کرتے ہیں آپؐ سے وہ بیعت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے۔"

اور ابراہیم علیہ السلام کا دین اسلام جو محمد ﷺ پر وحی کیا گیا اور جس پر آپؐ اور آپؐ کے ماننے والوں نے عمل کیا' اس کو تمام ادیان پر غالب اور قائم کر دیا گیا :

﴿ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ○ ﴾ (الفتح ۴۸ : ۲۸)

"وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول الہدیٰ اور دین حق کے ساتھ تاکہ اس کو ہر دین پر غالب کردے اور اللہ تعالیٰ حق ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔"

جو کوئی جان بوجھ کر محمد ﷺ کا منکر ہو یا آپ کی مخالفت کرے، یعنی اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہونے، خاتم النبیین ہونے اور آپ کی آمد کے بارے میں موسیٰ اور عیسیٰ علیہ السلام کی پیشین گوئی کا انکار کرے، اور جو کوئی قرآن مجید کا منکر ہو یا اس کے اللہ تعالیٰ کا کلام ہونے کے دعویٰ کی مخالفت کرے، وہ سب کافر ہیں۔ محمد ﷺ کا درجہ موسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے (عبرانی لوگوں کے لئے سنہری بچھڑے کی پوجا کے نتیجہ میں) ڈرامائی طور پر قائم فرمادیا۔ موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم پر ان کو چھوڑ کر چالیس دن کے لئے پہاڑ پر (چلہ کشی کے لئے) چلے گئے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے احکام تختیوں پر لکھے ہوئی ملے تو وہ واپس اپنے لوگوں میں آئے۔ موسیٰؑ ان سے ان کی اس حرکت پر بہت ناراض ہوئے جو انہوں نے ان کی غیر حاضری میں کی (یعنی بچھڑے کی پوجا)۔ اس پر انہوں نے اپنے بھائی ہارونؑ کو داڑھی اور پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر کھینچا۔ تب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے لوگوں کی معافی کے لئے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ کا موسیٰ علیہ السلام کو جواب ہمارے موضوع کے لحاظ سے نہایت اہم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

﴿ قَالَ عَذَابِيٓ أُصِيبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ۫ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ ﴾

(الاعراف ۷ : ۱۵۶-۱۵۷)

"فرمایا : میں اپنا عذاب جس پر چاہوں ڈالتا ہوں، جبکہ میری رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے۔ سو اس کو میں ان لوگوں کے لئے لکھ دوں گا جو نافرمانی سے بچتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہماری باتوں پر یقین رکھتے ہیں۔ وہ لوگ جو نبی امی (ﷺ) کا اتباع کرتے ہیں (ان باتوں میں) جن کو اپنے پاس (تورات و انجیل میں) لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیک کام کا حکم کرتا ہے، برے کاموں سے روکتا ہے، ان کے لئے پاک

چیزیں حلال کرتا ہے' ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے اور ان پر سے بوجھ اور پابندیاں جو اُن پر تھیں' اتارتا ہے۔ سو جو لوگ اس پر ایمان لائے' جنہوں نے اس کی تعظیم کی' اس کی مدد کی اور اس نور کی جو اس پر نازل ہوا پیروی کی وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔"

قرآن مجید کی اس آیت نے نہایت صاف الفاظ میں وضاحت کی کہ یہود اللہ تعالیٰ کے میثاق سے خارج رہیں گے۔ اگر وہ محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا پیغمبر اور خاتم النبیین تسلیم کرنے سے قاصر رہے' اور اگر انہوں نے آپؐ کو نہ مانا' آپؐ کی عزت نہ کی' آپؐ کی مدد نہ کی اور قرآن مجید کی ہدایت کی پیروی نہ کی تو وہ اللہ تعالیٰ کے قرب یا خاص درجہ سے محروم ہوں گے۔ محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ماننے سے انکار یہود کے اپنی جان کو خسارے میں ڈالنے کا مظہر ہے :

﴿ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ م اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَھُمْ فَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ○ ﴾ (الانعام۶ : ۲۰)

"جن کو ہم نے کتاب (تورات و انجیل) دی ہے وہ اس (پیغمبر ﷺ) کو ایسے پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ جو لوگ اپنی جانوں کو خسارے میں ڈال چکے ہیں وہی تو ایمان نہیں لاتے۔"

وہ جس پیغمبر کا انتظار کر رہے تھے اسے انہوں نے سرکشی اور حسد کی وجہ سے ماننے سے انکار کیا' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے غیر یہودی لوگوں میں پیدا کیا :

﴿ وَلَمَّا جَآءَھُمْ کِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَھُمْ ۙ وَکَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَی الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَھُمْ مَّا عَرَفُوْا کَفَرُوْا بِهٖ ۡ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ ○ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَھُمْ اَنْ یَّکْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْیًا اَنْ یُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰی غَضَبٍ ؕ وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ ○ ﴾

(البقرۃ ۲ : ۸۹'۹۰)

"اور جب ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) پہنچی جو اس کتاب (تورات و انجیل) کو جو ان کے پاس موجود ہے' سچا بتاتی ہے (تو اس کے ساتھ ان کا برتاؤ کیسا ہے) حالانکہ پہلے سے وہ کافروں پر فتح مانگتے تھے۔ پھر جب ان کے پاس وہ چیز آ گئی

جس کو وہ پہچان بھی گئے تو انہوں نے اسے ماننے سے انکار کر دیا۔ سو ان منکروں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ کیا ہی بری چیز ہے جس کے بدلے انہوں نے اپنے آپ کو بیچا کہ وہ منکر ہوئے اس (ہدایت) کے جو اللہ تعالیٰ نے نازل کی، محض اس ضد کی بنیاد پر کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے نازل کرے۔ سو کما لائے وہ غصہ پر غصہ، اور کافروں کے لئے ذلت کا عذاب مقرر ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ سمیت تمام انسانیت کو محمد ﷺ اور آپ کے ماننے والوں کے بارے میں مخاطب فرمایا اور خبردار کیا کہ انسانیت خواہ کتنی ہی مخالفت کرے، محمد ﷺ اور دین اسلام بالآخر غالب ہو کر رہیں گے۔

﴿ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا٘ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ ۛ وَ مَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۛ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا۠ ﴾

(الفتح ۴۸: ۲۹)

"محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں وہ منکروں پر زور آور ہیں اور آپس میں بہت نرم دل ہیں۔ تم انہیں رکوع اور سجدہ میں دیکھتے ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی رحمت و فضل کی تلاش میں ہیں۔ اور اس خوشی کی نشانی ان کے چہروں پر ہے جو ان کے سجدوں میں انہیں حاصل ہوئی۔ ان کی یہی نشانی تورات میں بیان کی گئی ہے اور یہی انجیل میں ہے۔ جیسے کھیتی نے نکالا اپنا پٹھا، پھر اس کی کمر مضبوط کی، پھر موٹا ہوا، پھر کھڑا ہو گیا اپنی نال پر۔ خوش لگتا ہے کھیتی والوں کو۔ (اسی طرح اللہ تعالیٰ مسلمانوں اور اسلام کو مضبوط کرتا ہے) تاکہ جلائے ان سے جی کافروں کا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے والوں اور اچھے کام کرنے والوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ انہیں معاف کرے گا اور بڑا اجر عطا فرمائے گا۔"

اللہ تعالیٰ محمد ﷺ کو معجزاتی طور پر رات کے سفر پر مکہ مکرمہ سے یروشلم اور پھر آسمانوں پر (الاسراء والمعراج) لے گیا۔ یہ اس لئے کہ آپ کی اس متبرک سرزمین پر

خدائی فوقیت و برتری قائم ہو جائے۔ قرآن مجید کی سترھویں سورۃ "بنی اسرائیل" کے افتتاحی الفاظ میں اللہ تعالیٰ اپنی شان بیان فرماتا ہے جو اُس نے اس رات کیا۔

﴿ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۝ ﴾ (الاسراء۱۷ : ۱)

"پاک ہے وہ جو لے گیا اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک' جس کو گھیر رکھا ہے ہماری برکت نے' تاکہ دکھلائیں اس کو اپنی قدرت کے نمونے۔ بے شک وہی ہے سننے والا' دیکھنے والا۔"

یہ سفر "الاسراء" اور "المعراج" کے نام سے مشہور ہے۔ اس کا ایک سیاسی پس منظر بھی ہے جو فلسطین کی متبرک سرزمین اور یروشلم کی حیثیت پر اثر انداز ہوتا ہے۔ یہ معاملہ موجودہ عالمی سیاست کے لئے بالعموم اور مسئلہ فلسطین (مشہور مڈل ایسٹ پرابلم) کے لئے بالخصوص نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ قرآن مجید فلسطین کو متبرک سرزمین گردانتا ہے۔ ایسی سرزمین جس پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہے۔ یہ بیان کرتا ہے کہ محمد ﷺ کو اس جگہ اس لئے لایا گیا تھا کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی کچھ نشانیاں دکھائی جائیں۔ ہم سوال کر سکتے ہیں کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں دکھانے یروشلم کیوں لائے گئے؟ یروشلم سے متعلق ہی کچھ نشانیاں کیوں؟

پیغمبر ﷺ کے اسراء اور معراج کا مطلب یہ تھا کہ یہود و نصاریٰ پر واضح کر دیا جائے کہ محمد ﷺ نہ صرف کل روئے ارضی پر اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں بلکہ ابراہیم علیہ السلام کی نسل کے پیغمبروں کی مقدس برادری میں بھی شامل ہیں۔ پیغمبر ﷺ نے فرمایا کہ اپنی یروشلم آمد پر آپؐ نے مسجد اقصیٰ (ہیکل سلیمانی) میں باجماعت نماز کی امامت فرمائی جس میں اللہ تعالیٰ کے تمام گذشتہ پیغمبر شامل ہوئے۔ مکہ میں حرمِ کعبہ میں آپؐ کو یہ اعزاز کیوں نہیں دیا گیا؟ اس لئے کہ یہ واقعہ اس امر کا مظہر ہے کہ آپؐ کی اس متبرک سرزمین پر روحانی وراثت اور مختلف النوع گذشتہ پیغمبروں پر فوقیت قائم کی جائے۔ یہ تائیدی طریقہ یروشلم کے متعلق اس لئے (اختیار کیا گیا) کہ جس قبلہ کی طرف آپؐ نے نماز میں رخ موڑا اور جس متبرک سرزمین سے اب تمام دنیا پر دین ابراہیم علیہ السلام قائم ہونے والا ہے' کی فوقیت ظاہر

ہو۔چنانچہ یہ تھا پیغمبر ﷺ کے یروشلم کی طرف سفر کرنے کا سیاسی پس منظر اور تحویلِ قبلہ کا مقصد کہ دین ابراہیم علیہ السلام متبرک سرزمین پر قائم کیا جائے اور محمد ﷺ اور ان کے رفقاء اب اس دین کو قائم کرنے والے اور قائم رکھنے والے ہوں گے۔

قرآن مجید کے دعویٰ سے یہ واضح ہے کہ دینِ ابراہیمؑ سوائے اسلام کے جو محمد ﷺ پر وحی کیا گیا' کہیں موجود نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ابراہیم علیہ السلام سے میثاق اب صرف محمد ﷺ اور ان کے ماننے والوں کے ساتھ ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کے میثاق میں متبرک سرزمین ابراہیم علیہ السلام اور ان کی نسل کو دی گئی تھی اور جیسا کہ اب میثاق محمد ﷺ اور ان کے صحیح ماننے والوں کے ساتھ ہے' اس کا مطلب ہے کہ اب وہ اس کی ملکیت کے حق دار ہیں تاکہ دین ابراہیم علیہ السلام کو وہاں قائم کیا جائے اور قائم رکھا جائے۔ پیغمبر محمد ﷺ کی وفات کے فوراً بعد یہی ہوا۔ مسلمانوں کو فلسطین پر اختیار حاصل ہو گیا اور انہوں نے اس متبرک سرزمین پر اسلام نافذ کر دیا۔ نصاریٰ اور یہود کو فلسطین اور یروشلم میں رہنے کی اجازت تھی اس شرط پر کہ انہیں اسلام کی حکومت کے تحت پُرامن رہائش پر مذہبی آزادی حاصل ہو گی اور ان کی جان و مال کی حفاظت کی جائے گی۔ چنانچہ دین ابراہیم علیہ السلام متبرک سرزمین پر دوبارہ قائم کر دیا گیا۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تین دفعہ بیان کی گئی پیش گوئی پوری ہو گئی کہ اسلام جو کہ ابراہیم علیہ السلام کا صحیح دین ہے' تمام مذاہب پر غالب ہو گا:

﴿ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۝ ﴾ (التوبۃ۹ : ۳۳/الصف ۶۱ : ۹)

"اسی نے بھیجا اپنے رسول (محمد ﷺ) کو الہدیٰ (قرآن) اور سچا دین دے کر تاکہ اس کو غالب کر دے ہر دین پر خواہ مشرکوں کو برا لگے۔"

﴿ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا۝ ﴾ (الفتح ۴۸ : ۲۸)

"وہی ہے جس نے بھیجا اپنے رسول (محمد ﷺ) کو الہدیٰ (قرآن) اور سچے دین کے ساتھ تاکہ غالب کر دے اسے ہر دین پر اور کافی ہے اللہ حق ثابت کرنے والا۔"

اگر یہود و نصاریٰ پیغمبر محمد ﷺ کے یروشلم کی طرف معجزاتی سفر کا مفہوم سمجھ جاتے

تو وہ ان کے دعوائے نبوت کو تسلیم کر لیتے۔ اور ممکن تھا کہ یروشلم ہی کا تمام دنیا کا قبلہ ہونے کا اعزاز برقرار رہتا۔ یروشلم سے مکّہ قبلہ تبدیل کرنے کا واقعہ جو محمد ﷺ کے مدینہ کی طرف ہجرت کے سترہ ماہ بعد پیش آیا' یہود و نصاریٰ کے محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا پیغمبر تسلیم کرنے سے انکار کا واضح نتیجہ تھا۔ یہودیت قائم رکھنے کے لئے ان کا اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کو ماننے سے یہ آخری انکار تھا۔ اس سے پیشتر وہ یحییٰ علیہ السلام اور ان کے والد زکریا علیہ السلام کا انکار کر چکے تھے' ان کا مذاق اڑا چکے تھے اور ان کو قتل کر چکے تھے۔ پھر عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو قتل کرنے کی کوشش کر چکے تھے۔ اور جب ان پر ظاہر ہوا کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کی کوشش میں کامیاب ہو چکے ہیں تو انہوں نے اس پر فخر کرنا شروع کر دیا۔ قرآن مجید اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ نہ تو وہ عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے میں کامیاب ہو سکے نہ سولی دے سکے' مگر ان پر ایسا ظاہر ہوا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بچالیا اور اپنے پاس اٹھالیا :

﴿ وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ۭ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ ﴾ (النساء ۴ : ۱۵۷'۱۵۸)

"اور ان کے اس کہنے پر کہ ہم نے قتل کیا مسیح عیسیٰ ابن مریم کو جو اللہ کا رسول تھا۔ حالانکہ انہوں نے نہ اس کو مارا اور نہ سولی پر چڑھایا' لیکن وہی صورت بن گئی ان کیلئے۔ اور جو لوگ مختلف باتیں کرتے ہیں تو وہ لوگ شبہ میں پڑ گئے ہیں۔ ان کو اس کی کچھ خبر نہیں ہے' صرف اٹکل پر چل رہے ہیں' اور انہوں نے یقیناً اس کو قتل نہیں کیا' بلکہ اس کو اٹھالیا اللہ نے اپنی طرف اور اللہ زبردست' حکمت والا ہے۔"

تحویلِ قبلہ پر مکّہ اسلام کا روحانی مرکز بن گیا' جبکہ یہود و نصاریٰ کے یروشلم کو قبلہ مانتے رہنے کی وجہ سے وہ روزانہ پیغمبر محمد ﷺ کی نبوت کے انکار کا اعادہ کرتے ہیں۔

ہمیں یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہے۔ یہ مشیتِ ایزدی ہے کہ یروشلم اور متبرک سرزمین فلسطین لادینی قوم پرست' صیہونیت کے قبضہ میں رہے جو ہر اُس مقدس چیز کو' جو یہودیت میں باقی رہ گئی تھی' نیست و نابود کر دے۔ اگر تورات میں تحریف نہ کی گئی ہوتی تو آج یہود فلسطین میں ایسی خوفزدہ اور تکلیف دہ صورت میں نہ ہوتے۔ ایسی تکلیف دہ صورت جو ان کی تاریخ میں کبھی نہیں آئی۔

صیہونیت نے ان کو ایسی صورتِ حال سے دوچار کر دیا ہے کہ جس میں وہ اللہ تعالیٰ سے مصروفِ جنگ ہیں۔ یہ ان کو ان کی تباہی تک پہنچا کر چھوڑے گی۔ جو لوگ فریب میں مبتلا رہتے ہیں وہ اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہیں، مگر ان کو اس کا احساس نہیں ہوتا۔ وہ اپنی تباہی کے خود راقم ہیں :

﴿ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ ﴾ (البقرہ ۲ : ۹)

"وہ دھوکہ دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اور ایمان والوں کو، جبکہ دراصل وہ کسی کو دھوکہ نہیں دیتے سوائے اپنے آپ کے، مگر وہ اس کا شعور نہیں رکھتے۔"

متبرک سرزمین پر یہودی صیہونی قبضہ نے مہمیز کا کام کیا ہے۔ دراصل یہ خدا کا عطاکردہ موقع ہے کہ اسلامی دنیا حرکت میں آئے اور ان تمام زنجیروں کو جو اسلامی دنیا کو گرفت میں لئے ہوئے ہیں، توڑ ڈالے اور اپنا ایمان مضبوط کرے۔ اگر مسلمان حکومتیں تاریخ کے رخ کو پڑھنے میں ناکام رہیں گی تو تباہ ہو جائیں گی۔ اسراء اور معراج اللہ تعالیٰ کی طرف سے یروشلم کو متبرک بنانے کی تصدیق کرتا ہے :

﴿ سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝ ﴾ (الاسراء ۱۷ : ۱)

"پاک ہے وہ جو لے گیا اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک، جس کو گھیر رکھا ہے ہماری برکت نے، تاکہ دکھلائیں اس کو اپنی قدرت کے نمونے۔ بے شک وہی ہے سننے والا، دیکھنے والا۔" (بنی اسرائیل ۱۷ : ۱)

نہ صرف اس لئے کہ پیغمبر وہاں رہتے تھے یا وہاں متبرک چٹان (صخرہ) ہے یا ہیکل سلیمانی ہے، بلکہ اس لئے بھی کہ یہ یروشلم تھا جہاں سے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول محمد ﷺ کو آسمانوں کے منفرد سفر کا آغاز کروایا، جس کا نقطہ عروج یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بالخصوص اپنے حضور بلایا۔

چنانچہ یروشلم اور فلسطین کا ایک روحانی درجہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص متبرک قرار دی گئی سرزمین ہے۔ نتیجتاً مسلمانوں پر ایک سیاسی فرض عائد ہوتا ہے

کہ وہ اس سرزمین کے متبرک اور خاص درجہ کی تبدیلی یا خراب کرنے کی کوشش ناکام بنادیں۔ صرف سیاسی کنٹرول سے ہی مسلمان امت اس سرزمین کو متبرک رکھنے اور اس میں دین ابراہیمؑ یعنی اسلام کو قائم کرنے اور قائم رکھنے کی ذمہ داری پوری کرسکتی ہے۔

یہ ناقابل فہم ہے کہ محمد ﷺ کے صحیح پیروکار فلسطین کی متبرک سرزمین میں جس کا دارالخلافہ یروشلم ہو' ایک یہودی سیکولر قومیت پرست ریاست کے قیام کے لئے رضامند ہو جائیں گے یا اسے تسلیم کریں گے۔ ایسا کرنا متبرک سرزمین اور یروشلم کے اس متبرک درجہ کی ناپاک خلاف ورزی سے کم نہیں ہے۔ اور یہ اس زمین میں دینِ ابراہیم علیہ السلام کے غلبہ قائم کرنے کی ذمہ داری سے واضح انحراف ہے۔ یہودی قومیت جسے سیکولر صیہونی تحریک نے گمراہ کیا' ۱۹۴۸ میں فلسطین میں سیکولر ریاست جس کا دارالخلافہ یروشلم ہو' قائم کرنے میں کامیاب ہوگئی۔ تنظیم آزادی فلسطین (P. L. O) جو سیکولر فلسطینی قومیت کا ہراول دستہ ہے' کا بھی یہی ہدف ہے۔ صحیح مسلمان جو پیغمبر ﷺ کے حقیقی پیرو ہیں اور باقی سب جو ان سے اتحاد کریں گے' کی یہ مذہبی ذمہ داری ہے کہ وہ فلسطین اور یروشلم کو یہودی صیہونی قبضہ سے نجات دلائیں اور اسے سیکولر فلسطینی قومیت سے بھی بچائیں۔ جیسا کہ اب ایک ہٹ دھرم' متعصب قابض طاقت اس کے متبرک درجہ کی متواتر خلاف ورزی کر رہی ہے اور من مرضی سے اس پر اپنا دعویٰ جتلا رہی ہے ـــــ ایسی طاقت جو وہاں کے رہائش پذیر مجبور و مقہور مسلمانوں پر ظلم ڈھارہی ہے اور ان سے حیوانوں کا سا سلوک کر رہی ہے۔ یہ قرآن مجید کی عظیم پیش گوئی کے مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

﴿ لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَلٰى عَدَاوَةً لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ﴾ (المائدہ۵ : ۸۲)

"اور تو پائے گا سب لوگوں سے زیادہ دشمن مسلمانوں کا یہودیوں کو اور مشرکوں کو....."

قرآن مجید کی یہ آیت عرب کے یہود کا حوالہ دیتی ہے جنہوں نے پیغمبر ﷺ کی مخالفت کی۔ اور آج بھی دنیا میں اسلام کی سب سے بڑی مخالفت یہود ہی کی طرف سے ہو رہی ہے۔

(باقی صفحہ ۶۱ پر)

امام عبدالرزاق بن ہمامؒ

—— عبدالرشید عراقی ——

امام عبدالرزاق بن ہمام یمن کے شہر صنعاء میں ۱۲۶ھ میں پیدا ہوئے۔

اساتذہ

امام عبدالرزاق بن ہمام نے نامور محدثین کرام سے اکتساب فیض کیا۔ ان کے اساتذہ میں امام ابن جریج' امام اوزاعی' امام سفیان ثوری' امام سفیان بن عیینہ اور امام مالک بن انس جیسے ائمہ فن اور کبار محدثین شامل ہیں۔

تلامذہ

ان کے تلامذہ میں مشہور محدثین اور ائمہ فن شامل ہیں۔ مثلاً امام احمد بن حنبل' امام اسحاق بن راہویہ' امام علی بن مدینی اور امام یحییٰ بن معین وغیرھم

رحلت وسفر

مؤرخین اور ارباب سیر نے امام عبدالرزاق بن ہمام کا طلب حدیث کے لئے دوسرے اسلامی ممالک کے سفر کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ امام صاحب نے مکہ معظمہ اور شام وغیرہ کا سفر کیا۔

فضل وکمال

امام عبدالرزاق بن ہمام کے علم و فضل' عدالت و ثقاہت' حفظ و ضبط' ذکاوت و فطانت' زہد وورع' تقویٰ وطہارت اور علم حدیث میں ان کے تبحر علمی کا اعتراف کیا گیا ہے۔ علمائے سیر نے ان کو "مخزن علم" کے لقب سے یاد کیا ہے۔

مؤرخ یافعی ان کے بارے میں لکھتے ہیں : "المرتحل الیہ من الافاق" یعنی وہ شخص جس کے پاس لوگ اطراف واکناف سے آتے تھے۔ علمائے اسلام نے ان کے ثقہ و ثابت ہونے پر اتفاق کیا ہے۔